مجاہد مصری کا تازہ ترین خط

مجاہد مصری عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کے تازہ ترین خط میں سے کچھ اقتباسات اسلئے دیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب کو اپنے خادم کیلئے دُعا کی تحریک ہو۔ یہ امر میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں کہ مصر میں مخالفت کا ایک طوفان بپا ہے۔ مگر یہ شور مخالفت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہد مصری کے لئے حوصلہ شکن اور مایوس کن نہیں بلکہ وہ اس مخالفت میں مصر کے مستقبل کو دیکھتا ہے اسکی اُمید خدا تعالیٰ پر وسیع ہو رہی ہے۔ اور اسکی کوشش و ہمت میں جرأت و مستعدی کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ موت اسکے لئے کوئی ڈراونی چیز نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی راہ میں وہ اسے عزیز ترین نعمت سمجھتا ہے

قصر النیل حکومت نے بند کر دیا ہے مجھکو اسکے متعلق کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے احمدیت کی اشاعت کی مساعی انشاء اللہ بند نہ ہوگی۔ بلکہ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کے فضل و رحم سے البشریٰ جاری ہو جائے۔

مصر میں اخبار کا اجرا معمولی قربانی نہیں چاہتا مصری مجاہد نے جماعت سے اس کام میں کوئی خاص مدد نہیں لی۔ اس خصوص میں میرے حیدر آبادی بھائیوں خصوصاً مولوی سید عبد العلی صاحب نے خصوصیت سے مدد کی ہے۔ مجاہد مصری جماعت حیدر آباد اور سکندر آباد کے مخلصین کا رہین منت ہے۔

دوسرے اخبار کی اشاعت سے مجاہد مصری کو اس قابل بنا دینا چاہیئے کہ وہ اخبار کو پورے اطمینان اور تسلی سے چلا سکے یہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہوگا۔ مگر اسکے لئے جہاں تک اسباب کی ضرورت ہے۔ ہمیں مدد دینی چاہیئے۔

اب میں اسکے تازہ ترین خط کا کچھ اقتباس درج کرتا ہوں جو اسکے چھوٹے بھائی بشیر الحکم کے نام آیا ہے اس خط میں وہ اپنے بھائی کو اس اصول کی تعلیم دیتا ہے جو قوموں کی ترقی میں بطور اصل موضوع کے ہوتا ہے۔ لکھتا ہے۔

(۱) تم جانتے ہو قومیں افراد سے بنتی ہیں اور جب تک افراد کی حالت بہت اعلیٰ نہ ہو کچھ نہیں ہو سکتا میں اپنے اندر اسقدر جوش پاتا ہوں کہ اگر میرا بیٹا خدانخواستہ ایسی بات پر چلے جو قوم کیلئے مضر ہو اور اسلامی حکومت ہو تو اسکو تلوار سے درست کر دوں اگر وہ زبان سے درست نہ ہو سکے کیونکہ قوم بالکل مکان کی طرح ہوتی ہے اگر ایک اینٹ بھی کمزور اور کچی ہو تو عمارت کمزور ہو کر گر جاتی ہے۔ (۲) یہاں مخالفت سخت تیز ہو رہی ہے جو کہ سخت ہیں۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ باوجود اسکی پرسوں مجھکو ایک بہت بڑے جلسہ میں مدعو کیا گیا۔ جو کہ بہت بڑا سیاسی جلسہ تھا۔ اور میرے نام خاص ٹکٹ روانہ کیا گیا اس جلسہ میں مصر کے سب بڑے بڑے لوگ تھے اور بہت بڑے سیاسی لیڈر بھی تھے۔ مصر کا بہت بڑا شخص عدلی پاشا اس جلسہ کا سردار ہے جو کچھ سال پہلے وزیر الوزارہ رہ چکا ہے۔ اسکے بعد عبد الخالق ثروت پاشا وزیر ہوئے تھے۔ یہ بھی اس جلسہ میں تھا مگر میں نہیں گیا کیونکہ حضرت اقدس نے مجھکو ایسی مجلسوں سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔

(۳) میں نے یہاں خدا کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ کو بڑے بڑے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ قصر النیل کے ذریعہ تمام عربی ممالک میں تبلیغ ہونے لگ گئی تھی مگر تدبیر خدا کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

(۴) میں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے میری نسبت فرمایا کہ

یہ جوانی میں اپنے باپ کی طرح بوڑھا ہو جائیگا۔

والد صاحب کو اس خواب کا علم ہے۔ طبیعت پر ایک عجیب بوجھ اور بار ہے۔ میری روح قادیان کیلئے تڑپتی ہے۔ اور سب سے بڑی چیز یہی ہے جسکے لئے بے قرار ہو جاتا ہوں۔

(الحکم) یہ چند ٹکڑے عزیز محمود احمد کے خط میں سے لئے گئے ہیں۔ جس خواب کی طرف اسنے اشارہ کیا ہے وہ مجھے خوب یاد ہے مگر میں نے اسکی تعبیر ہمیشہ یہ کی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے جوانی میں صائب رائے اور معاملہ فہمی کی نعمت سے مالا مال کریگا۔ الحمد للہ میں اسکے آثار پاتا ہوں۔ سلمہم اللہ فرزند

بہر حال احباب اپنے اس مصری خادم کیلئے درد دل سے دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسکے ذریعہ سلسلہ کو مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ میں کامیاب کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اصل غرض دُنیا میں پوری ہو۔

آمین

(الانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

صادق دارالامان میں

اے آمدنت باعث آبادی ما
ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

۴ ر دسمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ یورپ و امریکہ سات سال تک تبلیغی خدمات سرانجام دیکر دارالامان پہنچ گئے۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک

حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے کامیاب خادم کی آمد کا جس قدر انتظار تھا۔ اس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا ایک خاص آدمی کے ذریعہ امرتسر تک پہنچنے کی خبریں منگوائی جا رہی تھیں۔ اور پھر بٹالہ اور نہر تک پہنچنے کی خبروں کا انتظام تھا۔

بعد نماز عصر آپ اپنی جماعت کو لے کر صادق کے استقبال کو روانہ ہوئے۔ یہ خوبی اور کمال اسلام ہی کا ہے۔ کہ آقا اپنے غلام کے استقبال کو جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ غلام نے وہ کام سرانجام دیا جو خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور مقبول ہے۔ اور جس کی ملائکۃ المقربین بھی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کیا؟

خدمت اسلام

اسلام کا حقیقی خادم ہی حقیقی معنوں میں مخدوم کہلا سکتا ہے مفتی صاحب سے وہ کام لیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عین خواہش اور آپ کی بعثت کی غرض تھی۔ (اور یہ سب کچھ

حضرت خلیفۃ المسیح کے عزم اور توجہ سے ہوا

غرض آپ اپنی جماعت کو لیکر بشیر المبلغین تک پہنچے (اس کنوئیں کا نام میں رکھتا ہوں۔ جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح اپنے مبلغین کو رخصت کرنے اور لینے کے لئے جاتے ہیں)

اور جو قادیان کے اس راستہ کے موڑ پر واقع ہے۔ جو سڑک سے قادیان کو جاتا ہے۔ آپ نے جماعت کو ہدایت فرما دی تھی۔ کہ السلام علیکم کے بعد اہلاً وسہلاً و مرحباً کہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے جب وہ مصافحہ کر چکیں۔ تو پھر ہر شخص اپنے جوش کے لحاظ سے بغیر کسی ترتیب کے مصافحہ کرلے چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل نے ایڈیٹر الحکم کو موقعہ دیا۔ کہ اپنے

صادق بھائی سے حضرت کے بعد مصافحہ کرلے

اس نظارہ کا بیان کرنا میرے قلم کی طاقت میں نہیں۔ بلکہ ان جذبات محبت و اخلاص کا نقشہ کسی مصور کا قلم بھی نہیں کھینچ سکتا۔

مفتی صاحب کا دل اپنے بچھڑے ہوئے۔ احباب اور دیار محبوب کے سواد کو دیکھ کر جن جذبات اور جوشوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی خفیف سی ترجمانی ان کی آنکھیں کر رہی تھیں۔ غرض وہاں سے یہ جلوس دارالامان کی محبوب بستی میں داخل ہوا۔ مسجد مبارک میں مفتی صاحب نے نماز مغرب ادا کی حضرت اقدس نے ان کی بعافیت و کامیاب واپس آنے پر ان کے لئے دوسرے مبلغین کی کامیابیوں کیلئے دعا فرمائی۔

مفتی صاحب نے احباب کا مختصر الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور اس جوش مسرت میں کہ وہ اپنے

پیارے کی مسجد میں کھڑے ہیں

وہ بیخود ہو گئے۔ اور وفور جوش سے تمام جماعت کے ساتھ سجدہ شکر میں گر گئے۔

مفتی صاحب ۲۲ ر نومبر ۱۹۲۳ء کو بمبئی پہنچے۔ اور ۲۹ ر کو وہاں سے روانہ ہو کر ۴ دسمبر کو قادیان وارد ہوئے۔ بمبئی میں ان کے دو لیکچر ہوئے۔ جن میں سے ایک لیکچر مارواڑی پنچایتی ہال میں کثیر التعداد حاضرین کی موجودگی میں انگریزی زبان میں ہوا۔ ایک لیکچر آپ نے دہلی میں دیا۔

جھانسی، آگرہ، میرٹھ، امرتسر وغیرہ کی جماعتوں نے اپنے سٹیشنوں پر استقبال کیا۔ اکثر جماعتوں کو آپ کے پروگرام کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے بدوں ملاقات واپس ہونا پڑا۔ چنانچہ ۴ ر دسمبر کے لئے جن جماعتوں نے انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی ملاقات نہ کر سکیں بہر حال خدا کا شکر اور اس کا فضل ہے۔ کہ سات سال کے ایک لمبے دور کے بعد صادق دارالامان میں آ پہنچا۔

مفتی صاحب کے کام پر ریویو کرنا اس وقت میرے زیر نظر نہیں میں صرف ان کی آمد کی خبر سے احباب کو آگاہ کر رہا ہوں۔

لیکن میں اس قدر ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مفتی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو آفاق میں پہنچانے کے لئے ہر تکلیف کو راحت اور ہر دکھ کو سکھ محسوس کیا۔ اور خدا کی رضا کے لئے اور حضرت امام کے حکم کی تعمیل کی خاطر اپنے بچوں عزیزوں یہاں تک کہ پیاری سے پیاری شے قادیان کی پیاری بستی اور حضرت امام کی صحبت کو بھی قربان کر دیا۔ ایک احمدی کے لئے اور پھر احمدی بھی مخلص احمدی جو حضرت مسیح موعود کے اول درجے کے مخلصین میں سے ہو۔ ہاں جیسے حضرت نے بہ حیثیت ایڈیٹر بدر اپنا یار دلی کہا ہو اس کیلئے قادیان کی گلیوں اور حضرت امام کے قرب سے بڑھ کر کوئی نعمت اور دولت عزیز نہیں ہو سکتی۔ مگر ایک چیز ہے۔ جو اس سے بھی پیاری اور محبوب ہونی چاہیئے۔ وہ کیا؟

سلسلہ کی نشر و اشاعت کا کام

اس مقصد وحید کے لئے ہم کو اگر اس قربانی کی ضرورت پڑے تو ہمارے اندر سے عملاً لبیک کی آواز آنی چاہیئے۔ صادق نے اپنے عمل سے یہ بتایا ہے۔ کہ

اس کام کے لئے سب کچھ قربان کر دو

حقیقت میں یہ وہ پیاری شے ہے۔ کہ جان دیکر بھی اگر میسر آوے تو سستی ہے۔ پس مفتی صاحب کا جانا اور آنا اور سات سال کا طویل زمانہ فراق ایک تغیر ہے۔

تحریک اشاعت اسلام کی

مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو اس غرض کے لئے اپنے دلوں میں خوشی اور سینوں میں امنگ رکھتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر مسیح موعود کا نام آفاق میں پہنچانے کے لئے نکل چکے ہیں۔ میں اپنے مخلص صادق محب کو اس کی اس کامیابی اور خوش نصیبی پر صدق دل سے جماعت کے ایک قائمقام اور نمائندہ کی حیثیت میں مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی اور کامیاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے اور یار آور کرے آمین۔

صادق زندہ باد

مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ٹی پارٹی

۵ ر دسمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو ۹ بجے مدرسہ احمدیہ کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو ان کے تبلیغی سفر سے بخیر و عافیت واپس آنے پر ایک ٹی پارٹی دی گئی مفتی صاحب کی روانگی پر پہلا ایڈریس بھی مدرسہ احمدیہ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اور اب ان کی واپسی پر بھی سب سے پہلی یہی دعوت ہے۔ جس سے مدرسہ احمدیہ میں زندگی کی روح کا ایک زبردست احساس پایا جاتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی ایک نظم کے بعد مولوی عبد اللہ مالاباری نے مختصر سا ایڈریس پڑھا جس میں حضرت مفتی صاحب کی کامیابی اور تبلیغی خدمات کا نہایت قابلیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب نے ایڈریس کے جواب میں بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے بہت جوش اور محبت تھی۔ اس کے ثبوت میں مفتی صاحب نے دو واقعات بیان کئے۔ ان میں سے ایک واقعہ اس خط و کتابت کی ابتدائی تحریک سے متعلق ہے۔ جو مفتی صاحب کو حضرت نے امریکہ کے مسٹر ویب سے کرنے کے لئے کی۔

مفتی صاحب کی تقریر درد اور رقت کے جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں ایسی تقریروں پر رقت اور محبت کے جذبات کے فلسفہ پر بھی روشنی ڈالی مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ایڈریس میں جو میرے عزم استقلال ہمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ میرا عزم میری ہمت استقلال نہیں بلکہ یہ حضرت امام کا ہے۔ اور آپ ہی کی توجہ اور عقد ہمت مجھ میں کام کر رہی تھی۔

مفتی صاحب نے ان علمی اعزازی ڈگریوں کا جو بار بار ذکر کرتے ہوئے دجن کی طرف ایڈریس میں اشارہ تھا، فرمایا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نشان ہے۔ بی اے میں فیل ہو جانے کے بعد میں نے حضر اقدس سے دریافت

گیا کہ تیاری کردوں۔ تو آپ نے فرمایا مفتی صاحب بی۔ اے کا خیال ہی چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے اس کے بدلے میں تمہارے لئے کچھ رکھا ہے۔

چنانچہ اب وہ نشان پورا ہو گیا۔ اور یورپ اور امریکہ میں مجھے یہ اعزازی علمی ڈگریاں میری کسی خواہش اور کوشش کے بغیر مل گئیں۔ اور اتنی ہیں۔ کہ سب یاد بھی نہیں۔

الغرض مفتی صاحب نے مختصراً اپنی تبلیغ اور اس کے نتائج کا ذکر کیا۔ اور امریکن نومسلموں کے اخلاص اور اسلام کی عملی روح کی پابندیوں کے تذکرہ میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی محبت آمیز تبلیغی حس پر حوصلہ افزا روشنی ڈالی۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں جماعت کے افراد میں تبلیغی جذبہ اور عملی روح پیدا کرنے کے لئے فرمایا کہ قوم افراد کا مجموعہ ہوتی ہے۔ وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے۔ اور زندہ رہنے کی مستحق ہے۔ جس کے افراد کے اندر یہ جذبہ ہو۔

آخر میں آپ نے دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوا۔

میں اس مختصر روئداد کو درج کرتے ہوئے مدرسہ احمدیہ کے کارکنوں اور طالب علموں کو اس مبارک جذبہ کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ اگرچہ حسب دستور اب مدرسہ تعلیم الاسلام اور ممکن ہے کہ بعض دوسرے احباب کی طرف سے بھی ایسی ہی پارٹیاں اور دعوتیں ہوں اور ہونی چاہئیں۔ مگر مدرسہ احمدیہ کو جو تقدم بحقیت [illegible] میں حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقت میں قابل رشک ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے طلباء اور اساتذہ اسی روح کو زندہ رکھنے کے لئے دائماً ساعی رہیں گے۔ کیونکہ یہ روح جماعت میں تبلیغی جذبہ کو ابھارنے والی روح ہے

تعلیم مناظرہ کیلئے دینی سکول

مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے اور انہیں غیر مذاہب میں مبلغ کا کام سرانجام دینے کے قابل بنانے کیلئے بذریعہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک دینی سکول جاری کیا ہے جس کی تعلیم انگریزی سکولوں کی طرز پر باقاعدہ ہوتی ہے۔ انٹرنس تک تعلیم یافتہ نوجوان لئے جا سکتے ہیں۔ جنہوں نے کچھ عربی پڑھی ہو۔ غریب طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔ جو طلباء اپنے اخراجات پر آنا چاہیں۔ ان سے فیس نہیں لی جائیگی۔ انگریزی عربی سنسکرت اور ویدوں کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ تین سال کا کورس ہے۔ اگر ہندوستان کی مختلف اسلامی انجمنیں اپنے اخراجات پر طلباء کو بھیجا کریں۔ تو تین سال میں بہترین مبلغ میسر آ سکتے ہیں۔ اندازہ فی طالب علم [illegible] ماہوار خرچ پڑیگا۔ درخواستیں بہت جلد بنام سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجدی جائیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ٹی پارٹی

۷ دسمبر ۱۹۲۲ کی شام کو حضرت اقدس کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے مفتی صاحب کی دعوت دی۔ جس میں حضرت اقدس اور کچھ احباب مدعو تھے۔ حضرت [illegible] میں مفتی صاحب امریکہ کے بعض ضروری حالات تبلیغ سناتے رہے۔

۸ دسمبر کی صبح کو سات بجے مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔

بورڈنگ کا ڈائننگ ہال نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود کی ایک نظم در ثمین کے کچھ شعر پڑھے جانے کے بعد مکرمی مولوی عبد السلام صاحب خلف الرشید حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنا اردو ایڈریس پڑھا جس کا جواب مفتی صاحب نے انگریزی میں دیا۔ اور جس سے مفتی صاحب کی یہ غرض تھی۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلمین اپنی تبلیغی زبان میں قادر الکلامی پیدا کریں۔

ایڈریس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ان تعلقات کا ذکر فرماتے ہوئے جو مفتی صاحب کو مدرسہ تعلیم الاسلام سے رہے ہیں۔ طلباء کو انگریزی زبان میں مہارت اور قابلیت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اپنے ایام تعلیم کے بعض واقعات کو بیان کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ جب تک کسی زبان میں بولنے اور لکھنے کی مشق نہ ہو۔ محض الفاظ کے یاد کرنے سے وہ زبان نہیں آ جاتی۔

اس تقریر کی روح آپ کی وہ رہنمائی تھی۔ جو آپ نے حاضرین کی ایسی خوشیوں کی تقریب کی عملی حقیقت کی طرف فرمائی۔

آپ نے فرمایا۔ اگر ہم اس کام کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔ اور اس کامیابی پر ہم کو سچی خوشی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم خود اپنی زندگیاں اس تبلیغ کے کام کے لئے وقف نہ کریں۔

حقیقت میں جب تک ہماری جماعت کے ایک ایک فرد کے اندر یہ جذبہ نہیں پیدا ہو جاتا۔ کہ میں ہی اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے ذمہ دار اور جوابدہ ہوں۔ اور ہر فرد اپنا سب کچھ اس کے لئے قربان کرنے کو آمادہ نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک تبلیغ کے اہم فرض سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہم زبان سے ایسے کامیاب مبلغین کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے اس عہد کو اختیار نہیں کرتے۔ ہماری یہ تعریفیں

لم تقولون ما لا تفعلون کی مصداق ہیں

الغرض آپ نے جماعت میں عموماً اور طلبہ میں خصوصاً یہ احساس پیدا کر دیا۔ کہ وہ اپنی زندگیوں کو دین کے لئے عملاً وقف [illegible]۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

ایام جلسہ میں علیحدہ مکان کی خواہش رکھنے والے احباب کیلئے اطلاع

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر احباب عین جلسہ کے موقعہ پر آ کر علیحدہ مکانوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس کا پورا کرنا منتظمین کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہمارے اکثر احباب کو معلوم ہے۔ کہ عام حالات میں بھی قادیان میں مکانوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ پھر ایسے ہجوم کے موقعہ پر کس طرح فوری طور پر کس طرح میسر آ سکتے ہیں۔ اس لئے میں تمام ایسے احباب کو جو علیحدہ مکانوں کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس اعلان کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر ۱۸ دسمبر تک خاکسار کو اطلاع دے دیں۔ تاکہ ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے۔

گو میں یقینی وعدہ تو نہیں کرتا۔ کہ اس قسم کے تمام مطالبات کو پورا کر سکوں۔ مگر انشاء اللہ کوشش کی جائے گی۔ لیکن ۱۸ دسمبر کے بعد آنے والی اطلاعوں کے متعلق میں کسی قسم کا بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔

خاکسار

عبد الرحمن مصری خادم جلسہ سالانہ

جلسہ کے متعلق ضروری اعلان

میں تمام انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر تمام ان دوستوں کی حتی الوسع صحیح تعداد سے مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔ جو جلسہ کے موقعہ پر قادیان آنے والے ہیں۔ اس اطلاع میں یہ امر خاص طور پر مد نظر رہے۔ کہ مستورات کی تعداد علیحدہ مذکور ہو۔ تاکہ ان کی رہائش کے لئے خاطر خواہ انتظام کرنے کی کوشش کی جائے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

والسلام۔ خاکسار

عبد الرحمن مصری خادم

جلسہ سالانہ

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ میں اب عملاً ایک ہی ہفتہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر دور دراز کے احباب دوسرے ہفتہ روانگی قادیان کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ جلسہ کے لئے تین دن

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

مقرر ہو چکے ہیں۔ پروگرام طیار ہو گیا ہے۔ اس جلسہ کی خصوصیتوں میں سے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب ممالک غیر میں تبلیغ کے متعلق اپنے ہفت سالہ تجربوں کا اظہار کریں گے۔ اور جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ مغربی ممالک میں انکا سلسلہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب فتنہ ارتداد میں جماعت احمدیہ کے کام اور اس کی قبولیت اور اثرات کا نقشہ پیش کریں گے۔

ان دلچسپ لیکچروں کے علاوہ مختلف مذاہب یا فرقوں کے عقائد باطلہ کی تردید پر جماعت کے فاضل اور فاضل لیکچرار تقریریں کریں گے۔ ایک لیکچر جناب چوہدری ظفراللہ خان صاحب بیرسٹر کا ہوگا۔ یہ لیکچر اپنی طرز کا پہلا لیکچر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے امید کی جاتی ہے کہ اس علمی لیکچر سے کسر صلیب کا نظارہ نظر آئیگا۔ میں اس لیکچر کے موضوع اور مضمون کی تصریح کر سکتا ہوں۔ لیکن میں عمداً اس سے پہلو تہی کرتا ہوں۔ یہ لیکچر اپنی جدت اور نوعیت مضمون کے لحاظ سے بالکل ایک اچھوتا لیکچر ہے اس مضمون پر آج تک جماعت میں کسی نے بحث نہیں کی ہے اس لیکچر کا نہ سننا ایک بڑی نعمت سے محروم رہنا ہے۔ اسلئے احباب خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ اپنی تمام مصروفیتوں کو قربان کر کے بھی آئیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لائیں۔

پھر ان سب باتوں کے علاوہ وہ عظیم الشان نعمت جو اس جلسہ میں ملے گی۔ وہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی دو تقریریں اور دعائیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اور دعائیں جو سالانہ جلسہ پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک ایسا فضل اور نعمت ہے۔ کہ جسقدر ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔

جماعت کو دیکھ کر جماعت کی کامیابی اس کی فلاح اور فوز عظیم کے لئے جو تڑپ ہمارے امام کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی چیز نہیں۔ اور اس سے متاثر ہو کر جس طرح پر وہ اپنے مولا کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے۔ وہ ہاتھ سب کچھ لیکر آتے ہیں۔ پس جو اثر اور فیض حاضرین اور واردین پر آتا ہے۔ غائب وہ حصہ نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ کون جانتا ہے کہ پھر سے موقعہ ملے گا یا نہیں۔

پس احباب اس جلسہ پر نہ صرف خود تشریف لاویں۔ بلکہ دوسروں کو لیکر آویں۔ اور جو لوگ ابھی تک اس سلسلہ میں داخل نہیں۔ انکو بھی ساتھ لاویں۔ اور عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ تا کہ انمیں سلسلہ کے ساتھ محبت و تعلق کا جذبہ پیدا ہو۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سالانہ جلسہ پر آکر اپنے وقت کو مفید اور کار آمد بنانے کے لئے بہت کوشش ہونی چاہیئے۔ تمام تقریروں کو توجہ سے سنا جاوے۔ اور جن اغراض پر مشتمل وہ تقریریں ہوتی ہیں۔ انکے پورا کرنے کے لئے اپنے اندر عملی روح پیدا کرنے کی کوشش کی جاوے۔

اتنے بڑے جلسہ کا اہتمام بہر حال ایک ضابطہ اور قاعدہ کو چاہتا ہے۔ اگر ہم ان قواعد اور ضوابط کا لحاظ نہ کریں تو نہ صرف ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ ناظمان جلسہ کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے یہ یقین کرنا ضروری ہے۔ کہ ہمارے بھائی ناظمان جلسہ کو ہر ممکن مدد دینے میں مضایقہ نہ کرینگے۔ اور ہر صیغہ اور شعبہ کے کارکنوں کو ان ہدایات اور قواعد کے عملاً کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں گے۔ جو انکو مجلس ناظم جلسہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ اور آپ سلسلہ کے امور مہمہ کے سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

(۲) یہ ہفتہ قادیان میں از بس مصروفیت اور دلچسپی کا ہفتہ رہا۔ ۲۹ نومبر سے ۲ دسمبر ۱۹۲۳ء تک احمدیہ ٹورنامنٹ کے سبب سے رونق رہی۔ آخری روز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انعامات تقسیم فرمائے۔ ٹورنامنٹ کمیٹی کے سکرٹری مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے جس قابلیت سے اس تقریب کو دلچسپ اور کامیاب بنایا۔ وہ ہر طرح قابل قدر ہے۔ ۴ دسمبر ۱۹۲۳ء سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کیوجہ سے روزانہ ایڈریسوں اور ٹی پارٹیوں اور دعوتوں کی دھوم دھام ہے ۶ دسمبر ۱۹۲۳ء کی شام کو جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے احباب کو دعوت پر بلایا اور آج صبح مسلم گرلز (چھوٹے بچوں کی انجمن) نے ٹی پارٹی کا اہتمام کیا ہے۔ اور نہایت قابلیت اور عمدگی سے اس تقریب کو نبھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس موقعہ پر جو تقریر فرمائی۔ اس میں اپنی جماعت کو اخلاص فی الدین کی طرف توجہ دلائی۔ اور ان امراض سے بچنے کی ہدایت کی جو کسی قوم یا جماعت کی ترقی کی راہ میں روک ہو جاتی ہیں۔ جن میں سب سے بڑی یہ آفت ہے کہ بعض اوقات انسان کسی شخص کی خدمات اور خوبیوں کا معترف ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کسی اختلاف رائے کے ہو جانے پر اسکی ساری خوبیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اور مخالفت اختیار کر لیتا ہے مومن کو ہمیشہ ایک منصفانہ اور مخلصانہ راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اور کبھی اس قسم کے جذبات اور اثرات کو قبول نہیں کرنا چاہیئے حضرت اقدس کی تقریر کا موضوع زیادہ

اخلاص فی الدین تھا

جناب مفتی صاحب نے حسب معمول طلباء کو انگریزی زبان میں تقریر کرنے کی مشق کی طرف توجہ دلائی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے احسانات اور فیوضات کا تذکرہ کر کے محسن سلسلہ کے لئے بالالتزام دعا کر نیکا اظہار کیا۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی بھی احمدی اس محسن کے احسانات کا احساس نہ رکھتا ہو۔ عموماً اخبار میں یہ تحریک کی ہے کہ بالالتزام حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت و کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔

اس ہفتہ میں عام طور پر ابر آلود رہا اور ۳ دسمبر ۱۹۲۳ء کو اچھی بارش بھی ہو گئی۔

اطلاع

جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۹۲۳ء میں پرچہ خریداران الحکم کے نام سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا مگر اس خیال سے کہ اخبار وقت پر پہنچ جاوے وی پی میں کوئی پرچہ نہ بھیجا گیا ہے۔ اسوقت تک بہت سے خریداروں کے نام الحکم کی ۱۹۲۳ء کی قیمت بھی باقی ہے جبکہ سال ختم ہو رہا ہے اور اس سال کے صرف ۴ پرچے باقی ہیں۔

جن احباب کے نام ۱۹۲۴ء کی پیشگی قیمت کا وی پی کیا گیا یا جن کے نام ۱۹۲۳ء کے بقایا کا وی پی کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اشاعتی اور ملی فرض کا پورا احساس کریں گے اسلئے کہ اب گویا قیمت بعد میں وصول ہو رہی ہے ۱۹۲۲ و ۱۹۲۳ء کے حسابات درست ہو رہے ہیں۔ اور مینیجر صاحب الحکم کو ہدایت کی ہے کہ جسقدر پرچے ان سالوں میں جاری ہوئے ہیں۔ انکا حساب کر کے بقایا داران سے قیمت وصول کیا جاوے۔ پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ایسے تمام دوستوں کے نام جنوری کے پہلے ہفتہ سے وی پی کئے جاویں گے (انشاءاللہ العزیز) وصول فرما کر اس خادم کا رخانہ کو ممنون فرماویں۔ (عرفانی ایڈیٹر الحکم) ——

مسلمانانِ ہند کی خدمت میں کھلی چٹھی

[illegible]

اس زمانے میں کچھ ایسا طوفانِ بے تمیزی برپا ہو رہا ہے کہ ہر شخص جو ایک دفعہ سزائے جیل بھگت چکا ہے۔ وہ از خود رہنمائے قوم بن جاتا ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ لوگ اس کے دعوائے رہنمائی کو تصدیق کریں۔ اسے رہنما منتخب کریں۔ یا اس سے وہ وجوہات پوچھیں۔ جو ان میں رہنمائی کے جذبات پیدا ہونے کا موجب ہوتے ہیں۔ یا کم از کم اس کے استحقاق رہنمائی کا سوال معرض میں لائیں۔ کوئی وقت تھا۔ کہ کہا

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

مگر اب معیار رہنمائی یہ رہ گیا ہے کہ

ہر کہ در جیل رود سکہ بنامش خوانند

گویا سیاسیات کے سلسلہ میں قید بھگت لینا جیل جانیوالے کو پیدائشی رہنما بنا دیتا ہے۔ اس سے پہلے تو بھلے آدمی جیل جانے میں شرم محسوس کرتے تھے۔ مگر گاندھی جی کے جیل جانے سے جیل جانا بجائے خود رہنما بننے کا ایک بہترین معیار تسلیم کر لیا گیا ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ جیل جانیوالوں کا اتنا قصور نہیں جتنا عوام کا جو ہر جیل جانیوالے کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ اور عوام بھی جو ہمیشہ کالانعام میں شمار ہوتے ہیں۔ زیادہ قصوروار نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا مذاق بگڑا ہوا ہے بجز اس کے جیل ہو آنا مترادف ہے۔ اس امر کا کہ ہر ایک قیدی صائب الرائے ماہر سیاسیات بے غرض ہمدرد ملک و قوم انسان کامل اور ایسا ماضی رکھنے والا ہے۔ جو ایثار و قربانی کے واقعات سے لبریز ہے۔ خواص کا طبقہ ان کے قبول عام کو دیکھ کر اور کچھ ذاتی تعارف کی وجہ سے کوئی آواز ایسی زبان پسند نہیں کرتا۔ جو ایسے خود ساختہ رہنماؤں کے خلاف ہو۔ اسے خود اپنی بے احترامی کا بھی اندیشہ ہے۔ انگریز کی ملاقاتوں میں وہ صاف طور پر کم از کم اس امر کا ضرور اقرار کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لیڈر انہیں تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ یہاں ہم اس قید میں جو گاندھی جی برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس قید میں جو دوسروں میں سے اکثر نے برداشت کی ہے۔ ایک بین امتیاز دیکھتے ہیں۔ اول الذکر قید ایسی علیحدگی ہے۔ جو اختلاف رائے کی وجہ سے ایک مہذب گورنمنٹ ایک شریف شخص پر مجبوراً عاید کرتی ہے۔ گویا وہ سوسائٹی سے ایک جبریہ علیحدگی ہو۔ مگر دوسرے لوگوں کی قیدیں تمام و کمال سزائیں ہیں۔ لیکن عوام میں ان دو مختلف قسم کی قیدوں میں امتیاز کرنے کا مادہ بھی اٹھ گیا ہے۔ اور وہ ہر قیدی کو جو سیاسیات کے معاملہ میں سزا بھگت چکے ہیں۔ اسی معیار پر پرکھتی ہے۔ اور اسے ایک [illegible] ہستی سمجھتی ہے۔ جب یہ بات ہو۔ تو ہمارے خود ساختہ اسلامی لیڈر جو تقاضائے بشریہ سے خالی نہیں۔ اپنے آپ کو معصوم سمجھتے ہیں۔ اور غالباً اس کی حالت میں ہو کر ہر شخص سوائے ان دو بڑے آدمیوں کے جو قدرت سے خاص دل و دماغ اور قوی ورد لیکر آئے ہیں۔ اپنے آپ کو معصوم سمجھے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے موجودہ رہنمایان قوم بلا لحاظ اس کے کہ قوم کی رائے معلوم کریں۔ یا قوم سے اس کے آئندہ سیاسی پروگرام کی بابت مشورہ کریں۔ اپنی رائے کو قوم کی رائے کی حیثیت میں پلیٹ فارم پر پیش کر سکتے ہیں۔ اور اسطرح کرتے ہوئے وہ ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔ اگر شرم محسوس کریں۔ تو وہ اس امر پر غور کریں۔ کہ سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا چار آدمیوں کو کیا حق حاصل ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ پہلے قوم کی رائے معلوم کریں۔ کاش وہ گورنمنٹ کی کونسلوں میں وائسرائے اور گورنروں کے طرز عمل پر اعتراض کرنے سے پہلے خود بھی اپنے گریبانوں میں منہ ڈال لیا کریں۔ کہ جس خود رائی کا الزام وہ ان کو دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ خود رائی کے ملزم خود ساختہ لیڈر خود ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ کہ کانگرس پلیٹ فارم پر کا مجمع جہاں تک خود ساختہ اسلامی لیڈروں کا تعلق ہے۔ سو فیصدی انتقامی جذبات سے مغلوب ہے ہجرت عدم تعاون۔ سودیشی۔ سول نافرمانی گورنمنٹ کی بعض ملازمتوں کا حرام کیا جانا سب انہی انتقامات کی جھلکیں ہیں۔ آخر محمد علی اور آزاد دو انسان ہیں حسرت یا شوکت علی ظفر علی یا کچلو انسانی جذبات سے بالاتر نہیں ہیں جن کو بار بار گورنمنٹ سے زکیں پہنچی ہیں۔ اور جو جیل خانوں میں تمام قیدیوں کی حیثیت سے بھیجے جا چکے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کے خلاف انتقامی جذبات سے جلد نہیں ہو سکتے۔ آفتاب کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا ممکن۔ نقیضین کا آپس میں مل جانا قرین قیاس لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ اوپر کے ذکر کئے ہوئے حضرات انتقامی جذبات سے پاک ہوں۔ وہ مصائب پر مصائب اٹھاتے ہیں۔ لیکن اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے اور ہر دو اسی خیال سے کہ لوگوں کی نظروں میں جس رہنمائی کے مقام اعلیٰ تک وہ پہنچے ہیں وہاں سے وہ گر جائیں گے۔ اور پھر گورنمنٹ کے سامنے ہار ماننی پڑے گی۔ یہ ضد یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ اگر کوئی سنجیدہ اخبار ان کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ جیل خانے سے وہ زیادہ سمجھدار ہو کر نکلے ہیں تو اس کی تردید کی جاتی ہے۔ پس جس غلط راستہ پر وہ خود پڑ گئے ہیں۔ اور قوم کو لئے جا رہے ہیں۔ وہاں سے ایک انچ علیحدہ نہیں ہوتے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ آنے والی نسلوں تک میں ہمیشہ کیلئے بزدلی کا ٹیکہ ان کے ماتھے پر لگ جائے۔ لیکن یہ سب امور ان کی کمدلی اور تنگ خیالی پر اور زیادہ دلالت کرتے ہیں۔ حالانکہ عظمت و بڑائی کی یہ بھی ایک علامت ہے۔ کہ انسان اپنی غلطی کو بھی معلوم کرے۔ اس کا اعتراف کرے پھر یہ بدظنی نہ کرنی چاہیئے کہ وہ غلطی محسوس کرتے ہیں۔ اور پھر اس کا اعتراف نہیں کرتے یا اپنے طریق عمل میں اصلاح کرنے سے جھجکتے ہیں۔ ممکن ہو کہ وہ اپنے آپ کو راستی پر سمجھتے ہوں۔ لیکن ہر چیز کی آخر کوئی حد ہوتی ہے انسان جھوٹ بول سکتا ہے۔ لیکن واقعات جھوٹ نہیں بولتے پس واقعات دیکھ کر ان سے آنکھیں بند کر لینے اور اس سے سبق حاصل نہ کرنے کو ہم کیا کہیں۔ اگر وہ موجودہ واقعات پر بھی قوم کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور ان کا یہ طریقہ دیدہ و دانستہ نہیں ہے۔ تو پھر ہم انہیں ایسے نادان دوستوں کی فہرست میں رکھیں گے۔ جن سے محفوظ رہنے کے لئے ہر زمانہ میں ہر انسان نے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں لیکن جی نہیں چاہتا۔ کہ ہم انہیں نادان دوست کہیں کیونکہ سب غیر موافق حالات کے ہوتے اور مہلک نتائج کو دیکھتے ہوئے قوم کو اسی غلط راستے پر چلائے جانا نادانی نہیں۔ بلکہ اسی ستمگر کی مثال ہے جس نے بلی کے ہاتھوں آگ میں سے اخروٹ نکلوائے تھے پس وہ بھی جسم قومیت کے ہاتھوں آگ میں سے انتقام کے اخروٹ نکلوا رہے ہیں بہرحال وہ بدنیت ہوں۔ یا نیک نیت بددیانتی سے غلط راستہ اختیار کئے ہوئے ہوں یا دیانتداری سے اپنے آپ کو راہ پر سمجھتے ہوں۔ واقعات زور سے اس امر کی تائید کر رہے ہیں۔ کہ وہ قوم کو تباہی کی طرف لیجا رہے ہیں ہجرت کی تحریک۔ چوراچوری کا واقعہ اور دیگر اسی قسم کے ایسے امور پے درپے واقع ہو رہے ہیں جنہوں نے قومی ترقی کی مسافت منزلوں پیچھے ہٹا دی ہے سول نافرمانی کے ریزولیوشن کو پاس کرانا ہی ایک ایسا امر ہے جو ظاہر کرتا ہے۔ کہ تدبر سیاست کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ اور کانگرس جو ایک وقت میں مستقیم مدبروں اور پختہ دل رکھنے والی جماعت سمجھی جاتی تھی۔ اب ایک سرے سے دوسرے تک انتقامی جذبات کا اسٹیشن بن رہی ہے۔ [illegible] کار کی رائے نہیں بلکہ ہر ایک دوربین بھی خواہ وہ ملک کی ہو قوم کو صحیح رستہ پر چلانا چاہتا ہو یہی رائے ہے۔ لیکن تازہ زخم خوردہ لیڈروں سے اعتدال رواداری۔ اور تدبر کی طریق عمل کی کہاں تک امید ہو سکتی ہے۔ اس کا جواب بجائے اس کے کہ ہم دیں۔ کانگرس کے ریزولیوشنوں۔ سول نافرمانی کی تحریکات بدیشی کا مدعا کی وہ کانفرنس پر [illegible] تحریک ہجرت۔ امرتسر میں مسلمانوں کے لئے سول نافرمانی کا جو یہ تیار کرکے واقعات کی زبان سے زیادہ فصاحت سے سنا جا سکتا ہے۔ آہ یہ بھی ایک وقت آنے والا تھا۔ کہ عوام مسلمانوں کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے بیکس جانوروں کی طرح نچایا جا کر اپنے انتقام جذبات سے ادا کیا جا رہا ہے خدا کی شان ہے کہ یہی سترہ سو ناپختہ مسلمانوں کے مذہبی امور کا فیصلہ کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ تمدنی اور مذہبی کے متعلق ہمارے [illegible] کے فیصلے جنہیں کسی معنے میں بھی فیصلہ نہیں کہا سکتا۔ ان کے تدبر سیاست دانی اور ہمدردی قوم کے پردہ کو فاش کر رہے ہیں ہم نے مولانا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہاں آج کل کے مولویوں سے مراد نہ لی جائے بلکہ اس سے حقیقی مولوی مراد ہیں۔ ورنہ آج کل کے مولویوں کی حقیقت تو مشہور فتوے علماء سے ہو چکی ہے جس کی نسبت بڑے اونچے مقام سے بیانگ دہل یہ کہا جا چکا ہے کہ اگر اس فتوے کے خلاف عمل ہوا۔ تو مولویوں کو اس پر اصرار نہ ہوگا۔ اور کہ یہ فتوے دستی فتوے کے خلاف عمل کرنے میں سد راہ نہ ہوگا۔ بعض سمجھدار

حضرات ... یا دعا خود بھی شریک تھے۔ خوش ہوگئے آنسو بہاتے ہیں اور
یا ان حضرات کو اس مقبرہ میں جگہ دیں گے۔ جس کو دنیا میں کچھ کیا ہو۔ کیونکہ
انتقام سے مغلوب نہیں ہیں۔ بلکہ جب ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے
وہ اسے تسلیم کرلیتے ہیں۔ مبارک ہیں ایسے لوگ اور مبارک ہیں ان
کے کام۔ تعجب اس امر کا ہے۔ کہ ہمارے برادران وطن جو ہر حیثیت سے فوقیت
رکھتے ہیں۔ اکثر سیاسی معاملات میں اعتدال پسندی اختیار کرلیتے
ہیں۔ مگر ہمارے مزعومہ اسلامی لیڈر اس خیال سے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ دب گئے
مسلمانوں کی انگلیاں پکڑ کر انہیں ہر ایسے قدم پر لئے جاتے ہیں جو زیادہ
تباہی کے قریب پہنچاتا ہے برادران وطن بعض سیاسی معاملات میں
اسلامی لیڈروں کو اعتدال مد نظر رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مگر وہ
ہمیشہ اپنا بہرہ کان ان کی طرف کرتے ہیں۔ جب یہ حالات ہوں تو پھر
ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بدنصیبی میں کیا شبہ ہو
سکتا ہے۔ کہ ان کی حرکت کے چلانے ناتجربہ کار اور ایسے ناتجربہ کار
ہاتھوں میں آ رہی ہے جن سے بڑھ کر ناتجربہ کار ہاتھ حالات حاضرہ
میں ہونے ناممکن ہیں۔ اگر اس ناتجربہ کاری کے ساتھ ہمدردی کا
جرو بھی ... تب بھی یہ ایک وجہ تسلی ہوسکتی تھی۔ مگر صد
افسوس ہے۔ کہ ادھر سے بھی مایوسی ہے۔ بجائے ہمدردی کے
انتقامی جذبات نے جگہ لی ہوئی ہے۔ اگرچہ ان انتقامی جذبات کا
استعمال بجائے خود حکومت موجودہ کے خلاف کرتے ہیں۔ مگر چونکہ انہوں
نے مسلمانوں کو اس میں ایک آلہ بنایا ہوا ہے۔ اس واسطے سب سے
زیادہ اور بعض صورتوں میں نتائج بدکا جانے کی وجہ سے وہ قومی
تباہی کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ جارہے ہیں۔ ان کا قومی جسم زار پہلے ہی
بدنظامت سہتا تھا۔ اب ایسے اصحاب کی بے رحمانہ نشتروں کا تختہ
مشق بنا ہوا ہے۔ معلوم نہیں پڑھتا ہے۔ کہ وہ سرجری کے بڑے ماہر ہیں
دوسرے باتیں ہیں۔ کہ وہ ڈاکٹری سے اتنے محروم ہیں۔ جتنا کہ قطب شمالی
سے قطب جنوبی۔ اپنے موجودہ مزعومہ لیڈروں کی حالت دیکھ کر مجھے
ایک پرانی مثال یاد آتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک گاؤں میں ایک اونٹ چھوٹا
سا خربوزہ نگل گیا۔ مگر وہ اسے چبا نہ سکا۔ وہ گردن میں ہی پھنس کر
رہ گیا۔ جہاں وہ اٹکا ہوا تھا۔ وہاں گردن کے حصہ کا تھوڑا سا اٹھ جانا
ایک قدرتی امر تھا۔ تنفس میں دقت محسوس ہوئی۔ اونٹ بے چین ہوگیا
لوگ جمع ہوگئے۔ ان میں سے ایک سمجھدار شخص نے
اونٹ کو لٹا دیا۔ ایک پتھر اس کی گردن کے ابھرے ہوئے
حصے کے نیچے رکھا۔ اور ایک پتھر سے اوپر کا حصہ کوٹنا
شروع کیا۔ دو تین ضربوں میں ہی خربوزہ ٹوٹ
گیا۔ جو اونٹ نے نگل لیا۔ ابھری ہوئی جگہ دب گئی
اور اونٹ بھلا چنگا ہوگیا۔ ایک صاحب نے جنہیں
طبابت تو درکنار عام سمجھ سے بھی حصہ نہ ملا تھا۔
اس تمام ترکیب کو دیکھا۔ اور اسے اپنی معلومات
میں ایک قابل قدر اضافہ سمجھ کر بے چین تھے۔
کہ کہیں موقعہ ملے۔ تو اپنی اس قابلیت کا اظہار کریں
چنانچہ آخر موقعہ مل گیا۔ وہ ایک ایسے گاؤں میں
پہنچے۔ جہاں ایک دو شخصوں کی گردنوں میں گلھڑے تھے
پنجابی میں ایسے گلھڑ کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھ کر
فرمایا۔ لاؤ اس کا علاج کردوں۔ چنانچہ نشتری
... دو تین ضربوں میں ہی بیچارے مریض

کا کام تمام ہوگیا۔ لوگ جاہل ضرور تھے۔ مگر بیوقوف
نہ تھے۔ جیسے آج کل کے مسلمان تھے۔ کہ بار بار رہنما
اپنے مصاحبوں کی ناواقفیت کو دیکھتے ہیں۔ اور
آزماتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے اعتقاد میں فرق
نہیں آتا۔ چنانچہ انہوں نے حکیم صاحب کو مضبوطی
سے پکڑا اور کہنے لگے۔ تو نے ہمارا آدمی ضائع کر
دیا ہے۔ اب ہم بھی اسی طرح تجھے جہنم واصل کریں گے
حکیم صاحب نے منتیں کیں۔ لوگ بھی گو جاہل
تھے۔ مگر بے رحم نہ تھے۔ حکیم صاحب کی گریہ و زاری
دیکھ کر دل نرم ہوگئے۔ انہوں نے قصاص سے
تو درگزر کی۔ لیکن سزا کے طور پر قبر کھودنے کا
کام اسی طبیب کے ذمہ ڈالا۔ بیچارہ بڑی بلک تھا
طبیب کو قبر کھودنے میں دو تین دن لگے۔ اور
جس مصیبت کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ ان کا ہی
دل بہتر جانتا ہے۔ گو وہاں کے لوگوں نے اپنا
ایک آدمی کھو دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ قبر کھودنے
پر بیس روپے جو ان کے صرف ہوسکے تھے
وہ بچا لئے۔ اور طبیب کو انہوں نے
اپنے گاؤں سے یہ وعدہ لے کر نکال دیا۔ کہ وہ
پھر کبھی ان کے گاؤں کا رخ نہ کرے۔ غرض اس
کیفیت کے ساتھ طبیب صاحب ایک تلخ یاد لے
کر دوسری جگہ چلے گئے۔ جب قبر کھودنے کی
کوفتوں کا اثر دل و دماغ سے اترنا شروع
ہوا۔ تو اس نے پھر اپنی عادت سے مجبور ہوکر
طبابت کا اعلان کردیا۔ لوگ تو ہم پرست
ہوتے ہیں۔ آنا شروع ہوگئے۔ جنہیں گلھڑے
کا عارضہ تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ حکیم صاحب اس
کا بھی کوئی علاج ہے۔ اگرچہ حکیم صاحب کو اچھی
طرح یاد تھا۔ کہ وہ اس سے پہلے ایک گلھڑے کے
مریض کو مار چکے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی انہیں اس
خیال سے جرأت ہوئی۔ کہ ممکن ہے۔ وہ پہلی
مشق تھی۔ اس وجہ سے ناکام رہی ہو۔ اس خیال
کے آتے ہی انہوں نے کہا۔ کہ اس کا علاج تو
کردوں گا۔ لیکن یہ شرط ہے۔ کہ میں قبر نہ کھودوں گا
گویا ان کے علاج کا نتیجہ یقینی موت تھا۔ وہاں کے
لوگ بھی اگرچہ ان پڑھ تھے۔ مگر عقل سے بے
بہرہ نہ تھے۔ انہوں نے کہا اگر یہ بات ہے
تو پھر برائے مہربانی کسی ایسی جگہ تشریف
لے جایئے۔ جہاں کے لوگ جینے سے اکتا گئے
ہوں۔ بیچارے کو وہاں سے بھی جانا پڑا
اس طبیب کو خواہ آپ کچھ کہیں۔ خود غلط
سمجھیں۔ یا اپنے مجربات کو انسانی زندگیوں پر
آزمانے والا کہیں۔ یا ایک ایسا جاہل اولوالعزم
کہیں۔ جو بار بار غلطی کرتا ہے۔ اور پھر اس
میں اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن آپ

کو اس کی راستبازی میں شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔
کیونکہ اس نے دوسری ہی منزل میں صاف کر دیا تھا
کہ علاج تو کرا لو۔ لیکن قبر مجھ سے نہ کھدوانا۔ گویا
دوسروں کو بھی اس نے ایک کھلی حقیقت سے آگاہ کر دیا
تھا۔ تاکہ وہ بھی اپنے نفع نقصان پر غور کریں۔ لیکن
ہمارے خود ساختہ رہنما اپنی کمزوری کا بھی اظہار
نہیں کرتے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو کوئی موقعہ ہی
نہیں دیتے۔ کہ وہ بھی اپنے نفع نقصان پر غور
کرسکیں۔ بلکہ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔ کہ مرتے بھی
ہیں۔ اور اپنی قبریں بھی خود ہی کھودتے ہیں
اور ہمارے طبیب اس پر اظہار افسوس بھی نہیں
کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اظہار افسوس
کرنا ان کے زخموں کو تازہ کرنے اور اپنی چالبازانہ
غلطیوں پر از سر نو روشنی ڈالنے کے برابر ہوگا۔ اسلئے
وہ خاموش ہی رہتے ہیں۔ اور خاموش بھی اس
طرح کہ گویا کوئی خلاف معمول بات ہی نہیں ہوئی
یہی سبب ہے کہ ہوتے نہیں طبیب طول
جو ملیں پیسے کوئی ان کے علاج سے بیمار
وہ جانتے ہیں کہ حیف جائیگی خطا ہم پر
گیا ملال کا اپنے گر اس جگہ اظہار
... اور مسلمانوں اور ان کے ... کی
کیفیت میں گو ایک قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔
مگر ایسی مشابہت نہیں۔ جسے مشابہت تامہ کہتے ہیں
کیونکہ اس مثال کے لوگوں کے لوگوں نے قبریں تو حکیم
صاحب سے کھدوائی تھیں مگر یہاں مسلمانوں کو حرام موت
مرنے کے لئے اپنے آدمی بھی قربانی دینے پڑتے ہیں
اور قبریں بھی خود ہی کھودنا پڑتی ہیں۔ وہ آدمی
بھی سمجھدار تھے۔ بقول اس کے کہ مومن ایک سوراخ
سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ انہوں نے علاج کے آئندہ
تباہ کن نتائج کو شگوفہ ہی میں دبا دیا تھا۔ مگر دور حاضر
کے مسلمان کسر مستوالی کی طرح ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسے
جارہے ہیں۔ اور انسداد کی تدبیریں نہیں کرتے۔ چونکہ خود
ساختہ رہنماؤں میں طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاوہ قانون
دان اصحاب بھی ہیں۔ بہت ممکن ہو۔ کہ وہ تمام ذمہ داریوں
کو مسلمانوں پر بھی اس طریق سے عاید کرتے ہیں۔ کہ خود قبریں
بنانیکی مشقت اور مواخذہ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش رہتے
ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ علاج دھڑا دھڑ ہو رہا ہیں۔ اور زندہ
مردوں میں شامل ہوتے ہیں۔ چونکہ علاج باہمی رضامندی کو
ہوتا ہے۔ نتائج کی ذمہ داریاں دونوں میں ہی محدود رہتی
ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں ہے۔ کہ اس مثال
والے لوگوں کی حالت اور حاضرہ کے مسلمانوں کی حالت سے
کہیں بہتر اور بہتر ہونے کی وجہ سے قابل رشک تھی وہ اپنا
میں بھول گیا۔ کہ ان حکیم صاحب کی کچھ فیس بھی نہ تھی۔ انہوں
نے بلا فیس قبرستان آباد کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ مگر لاکھوں
روپے چندوں کے لیکر جاگر ملک ... آباد کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اور
حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اولؓ کے مجربات خاص

۱. حب مسیح۔ عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ و ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و دود و سفاسل اور خرابی ہیضہ امراض اطفال دورہ و شکم و قبض و بخار و کھانسی اور وبا وغیرہ کے لئے از حد مفید اکسیر ہے۔ قیمت فی بیکڑہ عہ

۲. کشتہ طلاء۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے۔ تقویت اعضاء رئیسہ یعنی دل و دماغ۔ جگر۔ معدہ اور باہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے۔ نہایت درجہ کا فرحت افزا اور حافظ صحت کے لئے بس اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی خوراک ۱۲؍ اور فی پیکٹ ۵ خوراک تین روپے۔

۳. حب مقوی اعصاب۔ جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب و سردرد مار ہے۔ قیمت فی درجن عہ فی پیکٹ ۵ پانچ روپے

۴. روغن اکسیر اعصاب جو تمام قسم کی درد اعصابی کے لئے مفید اور کل نظام عصبی کی تقویت کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

۵ اکسیر جریان۔ جو ممسک اور مقوی ہونے کے علاوہ ذائل ہونے والے مادوں کو روکنے اور بحال رکھنے کے لئے بس ایک تریاق ہے فی ہفتہ دو روپے۔

۶ اکسیر سوزاک جو نئے اور پرانے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کر دیتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ کے لئے عہ

۷ اکسیر نسوان جو ایام ماہواری کی بے قاعدگی اور تمام تکلیف کو نہایت جلد دور کر دیتی ہے۔ اس دوائی کے اثر سے مولا کے فضل سے بہت حسرت کدہ گھر آباد ہوئے۔ قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کے لئے عہ

۸. سرمہ مروارید۔ یہ سرمہ ضعف بصارت کیلئے نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے حتیٰ کہ بعض نے اس کے تھوڑے استعمال سے عینک کو ترک کر دیا۔ ایسا ہی پرانے ککروں کے لئے بھی مفید بلکہ مجسم نور ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپے۔ نوٹ۔ ہم نے اپنی ادویہ کے خواص وصفات بیان کرنے میں بہ رعایت تہذیب بعض اشارات سے کام لیا ہے۔ ورنہ ان تمام امراض مردانہ و زنانہ کے لئے جن میں آج ایک دنیا مبتلا ہے۔ اور جن کو طبیبوں کے سامنے بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ مفید ہیں۔ اور طرہ یہ کہ قیمتیں واجبی رکھی گئی ہیں۔ خاکسار محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

"تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز" حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول بھی آپ کی بعض دوائیں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے امید ہے کہ اخلاص اور محبت سے تیار کیگئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوں گی۔ خاکسار مرزا محمود احمد

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اس وقت تک ملفوظات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جانثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ میری قادیان کی غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا۔ میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے۔ ترتیب دے رہا ہوں چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد عنقریب تیار ہونیوالی ہے۔ اس جلد میں حضرت چوہدری رستم علی خانصاحب کے نام مکتوبات ہیں چوہدری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے۔ اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایک منٹ کے لئے بھی کوئی ابتلا نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے ملے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ مکتوبات کی اس جلد کیساتھ حضرت صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھدوں۔ اس لئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے۔ کہ چوہدری صاحب کی سوانحمری کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو۔ تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے۔ کہ احباب کثرت سے ان کو خریدیں۔ درخواستیں دفتر الحکم میں بھیج دیں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں۔ لیکھرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے شدھی کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ کی حقیقت علمی تاریخی حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے۔ کہ بے اختیار مصنف کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار اور بیحد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت ایک خاص فصل میں دیا ہے۔ کتاب قابلدید ہے۔ اور اس کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے۔ ۲۱۲ صفحے کی کتاب ہے۔ اور عہ فی جلد کے حساب سے دفتر الحکم سے ملیگی محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔ یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اوریئی و مونگیری کی تالیف ہے۔

دفتر الحکم کی کتابوں میں خاص رعایت

اللہ تعالیٰ کے بعض خاص فضلوں اور انعامات کی خوشی شکرگزاری کے لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل کتب ذیل کی رعایتی قیمت پر دی جائیں گی۔ اور یہ میعاد آخر جنوری ۱۹۲۴ء تک ہوگی

ترجمۃ القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹس اور حضرت مسیح موعود کی تصنیفات سے اخذ کردہ تفسیر کو لے کر یہ پارے مرتب کئے تھے اور جماعت میں قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کا سب سے پہلا موقعہ اس خاکسار کو ملا۔ یہ پارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول بھی ہوئے ہیں اس وقت دفتر الحکم میں پارہ نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و پارہ نمبر ۲۳ موجود ہیں۔ ۲۵۔۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۹ کی بھی چند کاپیاں ہیں۔ اس سے پہلے ایک پارہ کا ایک روپیہ لیا جاتا رہا ہے اب پارہ نمبر ۱۵-۱۶-۱۷ اور ۲۳ کے یکجائی خریدار سے صرف دو روپے لئے جاویں گے زیادہ کے خریدار سے اور بھی رعایت ممکن ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحمری

حضرت مسیح موعود کی لائف کے سلسلہ میں پہلے دو نمبر قیمت ہر دو کی جو مجلد ہیں۔ عہ۔ اس سوانحمری کے سلسلہ میں شمائل و اخلاق کی جلد تیار ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز جلد پر نکل جاوے گی۔

تہذیب بچوں کو اخلاق و آداب سکھانے کا سلسلہ اس چھوٹے سے رسالہ میں احکام طہارت سکھائے گئے ہیں۔ قیمت ۱؍

مکتوبات احمدیہ حضرت مسیح موعود کے مکتوبات قیمت فی جلد ۱۲؍

ادعیۃ القرآن قرآن مجید کی دعائیں جو قاضی اکمل نے ترجمہ کی ہیں

برہان الحق۔ عیسائیوں کی تردید میں ایک چند اور لاجواب رسالہ قیمت ۶؍

احمدی خاتون کے فائل

رسالہ احمدی خاتون کے کچھ فائل بھی دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ اور وہ مکمل ہیں۔ ہر ایک سال کے فائل قیمت ؎ اس رسالہ میں مستورات اور بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

تاریخ مالابار۔ مجاہد مصری کی مدد سے۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئے۔